# جماعت کو دعاؤں کی تلقین

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۶ را پریل ۱۹۸۴ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ ۙ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۲﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۳﴾ (البقرہ: ۱۲-۱۳)

اور پھر فرمایا:

مذہب کی تاریخ کے مطالعہ سے خصوصاً اس تاریخ مذہب کے مطالعہ سے جس کو قرآن کریم نے محفوظ فرمایا ہے یہ پتہ چلتا ہے کہ جب بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے کسی کو مامور کیا جاتا ہے اور بنی نوع انسان کی اصلاح کے لئے بھیجا جاتا ہے تو اس بات سے قطع نظر کہ وہ صاحب شریعت ہو یا بغیر شریعت کے آیا ہو، آزاد نبی ہو یا کسی بلند تر بالاتر آقا کا غلام ہو، لازماً دنیا اس وقت ایک ہی دعوے کو پیش کرتے ہوئے دو مختلف گروہوں میں بٹ جاتی ہے اور دونوں گروہ ایک ہی مقصد بیان کرتے ہیں، ایک ہی سمت کی طرف جانے کے دعویدار ہوتے ہیں لیکن رستے الگ الگ بیان کرتے ہیں اور چلنے کے طریق بھی مختلف بیان کرتے ہیں اور اس وقت دنیا بڑے شش و پنج میں مبتلا ہو جاتی ہے کہ ایک ہی نام سے اٹھنے والی دو آوازوں میں سے کس کی پیروی کریں؟ دونوں خدا ہی کی طرف بلاتے ہیں، دونوں خدا ہی کے نام پر ایک تعلیم دیتے ہیں اور سننے والے نا سمجھ حیران و ششدر دونوں طرف

کی باتیں سنتے اور بعض اوقات کو فیصلہ کرنے کے اہل نہیں پاتے اپنے آپ ۔ وہ کہتے ہیں کہ دونوں وہی باتیں کرتے ہیں خدا کے نام پر اور مقدس لوگوں کے نام پر اور اصلاح کے نام پر اور امن کے نام پر اور دونوں ایک دوسرے سے اتنے دور اور اتنے مخالف اور اتنے متحارب ہیں کہ سمجھ نہیں آتی کس کے پیچھے چلیں اور کس کے پیچھے نہ چلیں؟

ایسے ہی ایک مناظرے کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ کہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کے زمانہ میں بھی ایسا ہی ہوا اور جب ان کو کہا گیا کہ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ کہ دیکھو زمین میں فساد برپا نہ کرو قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ انہوں نے کہا کہ یقیناً ہم ہی تو ہیں وہ جو اصلاح کرنے والے ہیں لیکن تم الٹا ہمیں فساد کے طعنے دیتے ہو، ہم تو اصلاح کی غرض سے کھڑے ہوئے ہیں اور اصلاح کر کے دکھائیں گے۔ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ قرآن کریم فرماتا ہے ان کو جواب دو خبردار! وہی مفسدین ہیں وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ لیکن وہ سمجھتے نہیں، اس بات کی عقل نہیں رکھتے۔

تو معلوم یہ ہوا کہ لاشعوری طور پر بھی بعض دفعہ فساد کی تعلیم دی جاتی ہے یعنی بظاہر انسان بڑے زور اور قوت اور شدت کے ساتھ اصلاح کے دعوے کرتا ہے لیکن عملاً فساد کی تعلیم دے رہا ہوتا ہے۔ ان دو گروہوں کے درمیان مابہ الامتیاز کیا ہے؟ کیسے پہچانا جائے کہ کون سا گروہ واقعی مصلحین کا گروہ ہے اور کون سا گروہ فی الحقیقت مفسدین کا گروہ ہے؟ یہ ہے وہ سوال ہے جو ہمیشہ اٹھتا رہا اور آج بھی اسی قسم کا سوال دنیا کے سامنے درپیش ہے۔

قرآن کریم اس کا جواب مذاہب کی تاریخ کی شکل میں دیتا ہے، دلائل سے بڑھ کر گزشتہ انبیاء علیہم السلام کے واقعات اور ان کے مخالفین کے واقعات کھول کھول کر بیان کرتا ہے اور انسانی عقل پر یہ فیصلہ چھوڑ دیتا ہے کہ وہ پہچانے اور غور کرے اور یہ جاننے کی کوشش کرے کہ دونوں میں سے مصلح کون ہے اور مفسد کون ہے۔

آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ان دو مختلف دعاوی کی بڑے زور کے ساتھ لڑائی ہوئی ہے، بڑی شدت کے ساتھ کارزار گرم ہوا ہے اور دونوں طرف کی آوازیں دعوے کے لحاظ سے ایک تھیں لیکن طریق کار کے لحاظ سے بالکل مختلف تھیں۔ مثلاً آنحضور ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کی اصلاح

کے لئے جو دشمنوں نے جو منصوبے بنائے اور تعلیم دی وہ یہ تھی کہ ان کو بزور شمشیر اپنی ملت میں واپس لے آؤ اس کے بغیر یہ مانیں گے نہیں، ان کو گھروں سے نکال دو یا گھروں سمیت آگ لگا دو، ان کی کمائیاں لوٹ لو اور اپنی ہر ملکیت سے ان کو محروم کر دو، ان کے بائیکاٹ کرو، ان کو فاقے کی سزائیں دو، ان کو پانی کے لئے ترساؤ اور ان کے بچوں کو ذبح کرو اور ان کے بڑوں کو قتل کرو، ان کے گھروں کو ہی نہیں بلکہ خدا کے نام پر جو یہ گھر بناتے ہیں ان کو بھی منہدم کر دو اور ان کی عبادت گاہوں کو مٹا ڈالو تا کہ ان کو عبادت کرنے کے لئے کوئی جگہ نظر نہ آئے۔ **نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ** ہم اصلاح کی غرض سے کھڑے ہوئے ہیں اس لئے ہمارا فرض ہے اور ہمارا دین ہمیں مجبور کرتا ہے کہ اصلاح کے نام پر یہ ساری حرکتیں کریں۔ اس کے مقابل پر خدا تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفی ﷺ اور آپ کے ماننے والوں کو بھی ایک مقابلہ کا طریق سکھایا اور فرمایا:

فَذَكِّرْ ۗ إِنَّمَآ أَنْتَ مُذَكِّرٌ ﴿٢٢﴾ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ﴿٢٣﴾
إِلَّا مَنْ تَوَلَّىٰ وَكَفَرَ ﴿٢٤﴾ فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ ﴿٢٥﴾

(الغاشیہ آیت ۲۲-۲۵)

اے محمد ﷺ! اصلاح کے نام پر یہ سارے ہتھیار لے کر اٹھ کھڑے ہوئے ہیں تیرے مقابلہ کے لئے۔ یہ وہی ہتھیار ہیں جو پہلے بھی استعمال ہو چکے ہیں اور پہلے بھی ناکام ہو چکے ہیں اس لئے ہم تجھے یہ بتاتے ہیں کہ تو نے انبیاء کے ہتھیار کے سوا اور کوئی ہتھیار استعمال نہیں کرنا۔ **فَذَكِّرْ ۗ إِنَّمَآ أَنْتَ مُذَكِّرٌ** ۝ تو مقابل پر نیک نصیحت کرتا چلا جا اور بڑی شدت سے کر۔ جتنے زور سے یہ شور و غوغا بلند کرتے ہیں اتنا ہی زیادہ ان کو خدا کی طرف بلا اور دعوت الی اللہ دے۔ **إِنَّمَآ أَنْتَ مُذَكِّرٌ** تو تو بنایا ہی **مُذَكِّرٌ** گیا ہے۔ تیری تو سرشت ہی یہی ہے کہ تو نصیحت کرنے والا ہے۔ تجھے تخلیق اس طرح کیا گیا ہے کہ تذکیر کے سوا تیرا اور کوئی مقام خدا نے مقرر نہیں فرمایا۔ پس پیغام پہنچاتا چلا جا، نیک نصیحت کرتا چلا جا اور اپنے ماننے والوں کو بھی یہی ہدایت دے۔ اسی مضمون کو قرآن کریم نے مختلف جگہ مختلف شکلوں میں بیان فرمایا:

يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (التوبہ: ۷۱)

کہ محمد مصطفی ﷺ کے غلاموں کو خدا نے ایسی سرشت دی تھی، ایسی فطرت عطا فرمائی تھی،

ایسا مہذب بنایا اور ایسا ادب سکھایا کہ انہوں نے عمر بھر ایک ہی وطیرہ اختیار کئے رکھا کہ لوگوں کو نیک باتوں کا حکم دیا کرتے تھے اور بری باتوں سے روکتے تھے۔

پس دیکھئے دونوں دعوے خدا کے نام پر تھے۔ جبراً مذہب کو تبدیل کرنے کا دعویٰ بھی خدا کے نام پر تھا اور جبراً مذہب کو تبدیل نہ کرنے کی ہدایت بھی خدا ہی کے نام پر تھی۔ ایک طرف کہنے والے یہ کہتے تھے کہ ہم مصلح ہیں اور اصلاح کی وجہ سے ہمیں حق نصیب ہو گیا ہے کہ ہم جبراً ملتیں بدلنے والوں کو واپس ان میں لوٹا دیں اور ایک طرف خدا ہی کے نام پر، اصلاح کے نام پر یہ اعلان ہو رہا تھا:

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا (البقرہ:۲۵۷)

کہ دین کے نام پر کوئی جبر نہیں چلے گا، نہ اس طرف سے تمہاری جانب اور نہ تمہاری طرف سے اِدھر ہماری جانب چلے گا اور اگر کوشش کرو گے تو ناکام رہے گا۔ وہ لوگ جنہوں نے رشد کو پا لیا ہو ان کے لئے ممکن ہی نہیں کہ رشد کو چھوڑ کر واپس لوٹ جائیں۔ ایسے کڑے پر ان کا ہاتھ پڑ گیا ہے لَا انْفِصَامَ لَهَا جس سے علیحدگی ان کے مقدر میں نہیں ہے، ان کی طاقت میں نہیں رہی۔ ناممکن ہے۔ لَا انْفِصَامَ لَهَا سے زیادہ قوت کے ساتھ اس مضمون کو بیان نہیں کیا جا سکتا گویا خدا فرما رہا ہے ناممکن ہے کہ یہ ہاتھ اس کڑے سے الگ ہو جائے جس کڑے پر ڈال دیا گیا ہے کیونکہ یہ رشد و ہدایت کا کڑا ہے۔

تو دیکھئے اصلاح کے نام پر کتنی مختلف تعلیم دی جا رہی ہے۔ ایک طرف عبادت گاہوں کے منہدم کرنے کی تعلیم دی گئی اسلام کے نام پر اور ایک طرف آنحضور ﷺ عیسائیوں کو یہ تحریر عطا فرما رہے تھے کہ فلاں جگہ کے عیسائی میری خدمت میں حاضر ہوئے ہیں میں ان کو ایک تحریر دیتا ہوں اور وہ تحریر یہ ہے کہ ان کی عبادت گاہ کی طرف کوئی میلی آنکھ سے نہیں دیکھے گا، ان کی صلیب کی حفاظت کی جائے گی اور اگر کسی نے ایسا نہ کیا تو اس کا میرے اور میرے خدا سے کوئی تعلق نہیں۔ کتنا بڑا فرق ہے اصلاح کی دو آوازوں کے درمیان۔ ایک طرف اصلاح کے نام پر عبادت گاہوں کو ملیا میٹ

کرنے کی تعلیم دی جارہی ہے اور دوسری طرف خدا اور اصلاح کے نام کے اوپر غیروں کی عبادت گاہوں کی حفاظت کی تعلیم دی جارہی ہے۔ اب اس زمانہ میں اگر مقابلہ ہو جاتا تو بڑی دلچسپ صورت حال سامنے آتی۔ کچھ لوگ اصلاح کے نام پر مسجدیں گراتے ہوئے مارے جاتے اور کچھ لوگ اصلاح کے نام پر مسجدوں کی حفاظت کرتے ہوئے مارے جاتے۔ تو تاریخ کو کھول کھول کر خدا نے بیان فرمادیا اور فیصلہ انسان پر چھوڑ دیا کہ اتنی کھلی کھلی تصویریں تمہارے سامنے ہیں، عنوان کے پیچھے کیوں چلتے ہو؟ کیوں نہیں دیکھتے کہ ان عناوین کے تابع کیا تصویریں بنائی جارہی ہیں؟ ایک طرف نہایت مکروہ اور سیاہ اور تاریک اور گھناؤنی تصویر بن رہی ہے اور ایک طرف روشن روشن، اجلے اجلے منظر ہیں جو دن کا منظر پیش کررہے ہیں۔ ایک طرف تحریروں میں تاریکی اور سیاہی ہے دوسری طرف کی تحریروں میں حسن ہے اور روشنی ہے اور خدا کا نور ہے، تو کیوں تم نہیں پہچانتے؟ پس یہ مقابلے تو ہمیشہ سے ہوتے آئے ہیں اور ہمیشہ جاری رہیں گے۔ نہ مخالفین نے اپنی اصلاح کا طریق کبھی بدلا ہے نہ ان سے توقع کی جاسکتی ہے۔ نہ خدا کے نام پر آواز بلند کرنے والوں نے اپنا طریق کبھی ان کی وجہ سے بدلا ہے اور نہ ان سے توقع کی جاسکتی ہے۔

اس تاریخ اور اس مقابلہ کا خلاصہ قرآن کریم نے یہ بیان فرمایا لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ﴿۷﴾ (کافرون:۷) تمہارے لئے تمہارا دین ہے۔ تم جو سمجھتے ہو کرو لیکن میرے دین کو تم تبدیل نہیں کرسکتے۔ میرا دین ایک غیر مبدل دین ہے یعنی میرا چلنے کا طریق، وہ مسلک جس پر میں قائم ہوں یہ مسلک ازل سے اسی طرح چلا آرہا ہے کبھی تبدیل نہیں ہوسکا۔ کسی تلوار نے اس مسلک کو تبدیل نہیں کیا اور تمہاری طرز حیات، تمہارا مسلک بھی ایک غیر مبدل مسلک ہے۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے نبوت کا آغاز فرمایا اس دنیا میں نبوت کے مخالفین ہمیشہ یہی طریق اختیار کرتے آئے۔ پس قرآن کریم جس تاریخ کو بیان فرماتا ہے وہ ایک غیر مبدل تاریخ ہے اس میں کبھی کوئی تبدیلی آپ نہیں دیکھیں گے۔ ایک اللہ کی سنت ہے اور ایک اللہ کے مخالفین کی سنت ہے۔ اور دونوں سنتیں اپنی اپنی جگہ پر قائم چلی آرہی ہیں۔ اس کے بعد انسان کا کام ہے یہ فیصلہ کرنا کہ دونوں میں سے صالح کون ہے مصلح کون ہے، کون صلاح پر قائم ہے اور کون حقیقتاً دوسرے کی اصلاح کر رہا ہے؟ پس جماعت احمدیہ کے لئے تو کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ یہ دو کھلی کھلی باتیں دیکھ کر اپنے لئے کون سی راہ

آپ اختیار کرنی ہے؟ یہ ایک ایسی واضح اور کُھلی بات ہے کہ اس میں کسی کو بتانے اور کہنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ۔ جب بھی مقابلہ ہوگا آپ کے ہتھیار اور ہوں گے اور آپ کے دشمن کے ہتھیار اور ہوں گے۔ اور دشمن کے ہتھیاروں کے ساتھ آپ نے ان کا جواب نہیں دینا بلکہ اپنے آقا و مولا محمد مصطفیٰ ﷺ کے ہتھیاروں کے ساتھ آپ نے دشمن کا جواب دینا ہے اور وہ ہتھیار سب سے قوی اور سب سے مضبوط اور سب سے زیادہ گہرا اثر کرنے والے ہتھیار دعا ہی کے ہتھیار تھے۔

پس میں جماعت کو خصوصیت کے ساتھ آج دعاؤں کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ دیکھیں جب خطرات پیدا ہوتے ہیں تو لوگ سرحدوں کی حفاظت کیا کرتے ہیں۔ جب خطرات پیدا ہوتے ہیں تو لوگ فوجوں کو تیار ہونے کا حکم دیتے ہیں، ان کی چھٹیاں بھی منسوخ کر دیتے ہیں ۔ جب خطرات پیدا ہوتے ہیں تو قومیں توقع رکھتی ہیں کہ اپنے حقوق کو بھی چھوڑ دیں لوگ اور وقت کے لحاظ سے قربانی کریں۔ پھر لوگ اپنے ہتھیاروں کو نکالتے ہیں ان کو مانجتے ہیں، ان کو صیقل کرتے ہیں، ان کو چمکاتے ہیں ۔ اگر پریکٹس چھوڑ دی تھی تو ان کو چلانے کی پریکٹس شروع کر دیتے ہیں۔ ہمیشہ سے یہی ہوتا آیا ہے اگر اپنی حدود کا دفاع مقصود ہو تو یہی طریق ہے۔ ہاں ہتھیار سب کے الگ الگ ہوتے ہیں۔ ہمارے وہ کون سے ہتھیار ہیں جنہیں اب باہر نکال لینا چاہئے ؟ اگر پہلے نہیں نکلے ہوئے تھے ان کو بھی نکال لینا چاہئے جو ان سے غافل تھے اور اپنے صندوقوں میں بند کر کے ان کو رکھا ہوا تھا نکالیں اور ان کو چمکائیں اور ان کے استعمال کی پریکٹس شروع کریں۔ اور یہ وہ ہتھیار ہیں جن کی سب سے زیادہ پریکٹس رات کو ہوا کرتی ہے تہجد کے وقت میں جب ساری دنیا سوئی ہوئی ہوتی ہے اس وقت مسلمان رجمنٹیشن ہو جاتی ہے۔ مسلمان فوجیں رات کو اپنے خدا کے حضور کھڑی ہو جاتی ہیں اور ان ہتھیاروں کو استعمال کرنے کی خوب پریکٹس کرتی ہیں بڑی کثرت کے ساتھ ان کو استعمال کرتی ہیں اور پھر جب وقت آتا ہے تو یہی ہتھیار ان کے کام آتے ہیں اور مخالف کے سارے ہتھیار ناکام ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ان ہتھیاروں میں سب سے بڑا اور سب سے اہم ہے اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور اللہ کی تحمید کرنا۔ اب دیکھیں کتنا مزیدار مقابلہ ہوگا ہمارا، ایک طرف سے بڑی گندی گالیاں دی جارہی ہوں گی اور دوسری طرف سے **سُبْحَانَ اللّٰه وبحمدهٖ سبحان الله العظيم** کی آوازیں بلند ہو رہی ہوں گی۔ دن کو بھی اور رات کو بھی، ہر شہر سے جہاں احمدی بستے ہیں، ہر گلی سے جہاں احمدی

رہتے ہیں، ہر گھر سے جو احمدیوں سے آباد ہے، ہر گالی کے جواب میں **سبحان اللہ و بحمدہٖ سبحان اللہ العظیم** کی آواز بلند ہو رہی ہوگی۔ اور پھر جب حضرت مسیح موعودؑ کو وہ گالیاں دیں گے تو آپ کا ہتھیار کیا ہے؟ آپ کہیں گے **اللّٰھم صل علیٰ محمدو آل محمد وبارک وسلم انک حمید مجید**۔ اس کو کہتے ہیں مقابلہ کتنا شاندار مقابلہ ہونے والا ہے۔ اس مقابلہ کے لئے آپ کو خوب Excite ہو جانا چاہئے۔ خوب اچھی طرح تیار ہو جانا چاہئے۔ پس آپ ہر گالی کے جواب میں درود بھیجیں حضرت محمد مصطفی ﷺ اور آپؐ کی آل پر اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ آپؐ کی آل کا سب سے زیادہ مستحق کونسا وجود ہے؟ کون ہے جو آپؐ کی آل کہلانے کا سب سے زیادہ حق دار ہے؟ پس **اَللّٰھُمَّ صلّ علیٰ محمدٍ واٰل محمد** ان گالیوں کے جواب ہے جو وہ حضرت مسیح موعودؑ کو دیتے ہیں یا دیں گے۔

پھر ان دو باتوں کے بعد یعنی تسبیح اور تحمید اور درود کے بعد پھر دوسری دعائیں ہیں، یہ بھی وہی ہتھیار ہیں جو قرآن کریم نے ہمیں سکھائے ہیں یا آنحضرت ﷺ نے ہمیں ان کی تربیت دی ہے۔ دوسری دعا جس کو خصوصیت سے کرنا چاہئے وہ یہ ہے: **یَا حَفِیظُ یَا عَزِیزُ یَا رَفِیقُ** کہ اے حفاظت کرنے والے! ہم پر چاروں طرف سے حملہ ہو رہا ہے اور یہ حملہ تیرے نام پر ہو رہا ہے۔ ہم کمزور ہیں لیکن جانتے ہیں کہ تو عزیز ہے، غالب ہے اور قدرت والا ہے اور تیرے مقابل پر کوئی جیت نہیں سکتا۔ پس اے حفاظت کرنے والے! ہم تجھے پکار رہے ہیں اور اے غالب مقدرت والے خدا! ہم تجھے پکار رہے ہیں اور اے رفیق! اے ہمارے دوست اور ساتھی ہم تجھے پکار رہے ہیں تیرے سوا آج کوئی ہمارا دوست نہیں ہے اور کوئی نہیں جو ہمیں ان خطرات سے بچا سکے۔ **یا حَیّ یَا قیّوم** یہ زندگیاں لوٹنے کی تعلیم دے رہے ہیں مگر ہمارا تو تجھ سے تعلق ہے اے حیّ خدا! جو ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا اور جس سے زندگی کے چشمے پھوٹتے ہیں، وہ خود بھی قائم ہے اور دوسروں کو بھی قائم رکھنے کی طاقت رکھتا ہے۔ اے قیوم! ہم تجھ سے اپنا تعلق جوڑتے ہیں تو ہمیں قائم رکھ اور تو ہمیں قیام بخش اور ہماری زندگی کو غیروں کے حملے سے بچا اور وہ اسے جتنا چھوٹا کرنا چاہتے ہیں تو اسے اتنا ہی لمبا کر دے کیونکہ تیری زندگی تو ہمیشہ کی زندگی ہے۔ پس قومی لحاظ سے ہم جب ہم تجھ سے تعلق جوڑ لیتے ہیں تو ہماری زندگی بھی تیری زندگی جیسی ہو جانی چاہئے، جس طرح تجھ پر فنا نہیں تیرے بندوں پر

بھی بحیثیت جماعت کے کبھی فنا نہیں آنی چاہئے بِرَحْمَتِكَ نَسْتَغِيْثُ ۔ہم تیری رحمت کے بھکاری ہیں ۔ہم تیری رحمت کے حضور فریادی بن کر آئے ہیں۔ نَسْتَغِيْثُ کا مطلب ہے فریاد کرتے ہیں تیری، دہائی دیتے ہیں اے خدا! ہم تیری رحمت کے بھکاری اور فریادی بن کے حاضر ہو گئے تجھے تیری حفاظت کی یاد دلانے کے لئے ، تجھے تیری عزت کی یاد دلانے کے لئے اور تجھے تیری رفاقت کی یاد دلانے کے لئے ۔پس اے حی وقیّوم ! آ اور ہمارا ساتھی بن ۔

پھر ایک دعا بھی ہے جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ یہ گویا کہ اسم اعظم ہے ۔ایسی طاقت والی دعا ہے جو ہر صورت حال پر کام کرتی ہے ۔ یہ ہر مرض کی دوا ہے اور وہ دعا ہے:

رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ وَانْصُرْنِيْ وَارْحَمْنِيْ

اس کو اگر قومی طور پر کیا جائے تو رَبِّ فَاحْفَظْنَا وَانْصُرْنَا وَارْحَمْنَا بھی پڑھا جا سکتا ہے رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ کی بجائے رَبَّنَا فَاحْفَظْنَا وَانْصُرْنَا وَارْحَمْنَا کہ اے خدا! تو ہمارا رب ہے اور ہر چیز تیری خادم ہے،کوئی بھی کائنات میں ایسا وجود نہیں ہے جو تیرے قبضہ قدرت سے باہر ہو۔پس جب ہر چیز تیری خادم ہے تو ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں۔جس آقا کے ہم غلام ہیں ایسا کر کہ ہر وہ چیز جو اس آقا کی غلام ہے وہ ہماری غلام بنادی جائے ، ہماری خدمت پر مامور ہو جائے یعنی تیری کائنات کی ساری طاقتیں ہمارے لئے وقف ہو جائیں ہماری حفاظت کے لئے وقف ہو جائیں۔ فَاحْفَظْنِيْ میری حفاظت فرما، وَانْصُرْنِيْ اور میری نصرت فرما، وَارْحَمْنِيْ اور مجھ پر رحم فرما۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ إِسْرَافَنَا فِيْٓ أَمْرِنَا (ال عمران:۱۴۸)

اے خدا! ہمارے گناہ بخش دے۔ایسا نہ ہو کہ ہماری مغفرت اور تیری نصرت کے درمیان ہمارے گناہ حائل ہو جائیں۔ایسا نہ ہو کہ ہم تیری نظر میں حق دار ہی نہ رہے ہوں اس حفاظت اور رفاقت کے جس کے ہم تجھ سے طلب گار ہیں ۔رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا۔آج تو خطروں کے دن ہیں ،آج تو بخششوں کے دن ہیں ،آج تو صرف نظر کے دن ہیں ، جو کچھ ہو رہا ہے تیرے نام پر ہو رہا ہے اور تیری وجہ سے ہو رہا ہے اس لئے آج ہمارے گناہوں سے بھول جا۔آج ہمارے گناہوں پر نظر کرنے کے دن نہیں ہیں۔وَ إِسْرَافَنَا فِيْٓ أَمْرِنَا ہم نے اپنی جانوں پر بہت زیادتیاں کی ہیں اور ایسے کام

کئے ہیں جن سے جانیں ہلاک ہوجایا کرتی ہیں مگر آج اِن باتوں کا دن نہیں کہ ان چیزوں کو گنا جائے آج تو یہ دن ہے کہ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا ہمارے قدموں کو ثبات بخش، ایسی قوت عطا فرما کہ یہ پیچھے ہٹنے کا نام نہ جانیں ۔وَ انْصُرْنَا اور ہمیں غلبہ عطا فرما عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ان لوگوں پر جو تیرے پیغام کے منکر ہیں۔

پھر یہ دعا کریں اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَ نَعُوْذُ بِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ . اے ہمارے خدا! اے ہمارے رب! اے اللہ! اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ ان کے سینوں میں ہم کوئی رعب داخل نہیں کر سکتے لیکن تجھے ان کے سینوں میں رکھتے ہیں، تو ہر سینہ میں داخل ہونے کی طاقت رکھتا ہے، تو قوت اور شان اور ہیبت کے ساتھ ان کے سینوں میں اتر اور وہی کرنے پر مجبور کر جو تو چاہتا ہے۔ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ اور ان کے سینوں سے جو ارادے بداعمال بن کر پھوٹیں گے اور شر بن کر ہم پر پڑنے والے ہیں ان شرور سے ہم تیری حفاظت میں آتے ہیں یعنی شر کے مبدأ پر بھی پکڑ لے ان کو اور شر جن پر پڑنے والا ہے اُن کے اور اِن کے درمیان تو حائل ہوجا۔ کیسی کامل دعا ہے! یعنی شر پہلے سینوں سے پھوٹا کرتا ہے، وہ وہاں جنم لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھایا کہ یہ دعا کیا کرو اللّٰھم اِنا نجعلک فی نُحورھم اُے خدا! وہاں سے پکڑ جہاں سے شر پھوٹ رہا ہے، جہاں جنم لے رہا ہے۔ اگر ان سینوں میں تو داخل ہوگیا تُو شر رحمت میں تبدیل ہوجائے گا۔ شر کا باقی کچھ نہیں رہے گا اس لئے جن سینوں میں خدا داخل ہوجائے وہاں یہ توفیق ہی نہیں مل سکتی شر کو کہ وہاں سے نکلے اور دنیا میں فساد بپا کرے اور اگر کچھ بدبخت ایسے ہوں جن کے سینے تیرے لئے بند ہیں یعنی خدا زبردستی چاہے تو ہر سینے میں جاسکتا ہے لیکن اس نے بھی اپنا ایک قانون مقرر فرمایا ہوا ہے کہ بعض سینے جو بدبختی میں حد سے بڑھ جاتے ہیں ان میں خدا نہیں اترا کرتا تو ایسی صورت میں پھر ہمارے اور ان شروں کے درمیان حائل ہوجا جو سینوں سے پھوٹ کر پھر بداعمال میں تبدیل ہوجایا کرتے ہیں۔ اور پھر یہ دعا کریں:

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ (آل عمران: ۹)

اے خُدا! ہم تجھ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ غیروں کے سینوں میں اتر جا اور ان کی اصلاح فرما دے تو

کیسے ہوسکتا ہے کہ اپنے دلوں اور سینوں کو بھول جائیں اے خدا! لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا اے ہمارے رب یہ نہ ہو کہ ہم غیروں کی اصلاح کی فکر میں ہوں اور ہمارے دل بگڑ جائیں، ہمارے دلوں کو کسی حال میں بگڑنے نہیں دینا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا اس واقعہ کے بعد کہ تو نے محض اپنے فضل سے ہمیں ہدایت عطا فرمادی ہے۔ وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ہمیں تیری رحمت کی ضرورت ہے جو تیری طرف سے آئے یعنی صرف رحمتک نہیں فرمایا بلکہ مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً میں پیار کا اظہار ہے اور غیر کی نفی کی گئی ہے یعنی ہمیں کسی غیر کی رحمت کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ دنیا میں ہم پر کوئی رحم کھائے یا نہ کھائے ہمیں اپنی جناب سے رحمت عطا فرما۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ تو بہت ہی بار بار رحمت کے ساتھ رجوع فرمانے والا وجود ہے پس ہم پر رجوع برحمت ہو۔

پس یہ وہ ہتھیار ہیں جو ہمارے ہتھیار ہیں۔ کچھ احمدی ایسے ہیں جو تنگی ہو یا آسائش ہو، دن ہو یا رات ہو ہمیشہ مستعد رہتے ہیں۔ امن کی حالت میں بھی وہ راتوں کو اٹھتے ہیں اور دعائیں کرتے ہیں اور ان کی یہ عادت فطرت ثانیہ بن چکی ہے لیکن قوم کا کچھ حصہ ایسا بھی ہوا کرتا ہے کہ وہ اس وقت تک اپنے ہتھیاروں کو نکالتے اور صاف نہیں کرتے جب تک کہ خطرات سر پر منڈلانے نہ لگیں۔ پس آج ایسا وقت ہے جماعت پر کہ ہر مرد وزن، ہر بوڑھے اور بچے کو اپنے ہتھیاروں کو اٹھا لینا چاہئے اور صاف کرنا چاہئے اور چمکانا چاہئے اور جیسا کہ وقت خدا نے ہمیں عطا فرمایا ہے پانچ نمازوں کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ راتوں کو تہجد میں اٹھ کر ان ہتھیاروں کو استعمال کریں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دنیا کی کوئی طاقت نہیں ہے جو ان ہتھیاروں کا مقابلہ کر سکے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے الفاظ پر میں اس خطبہ کو ختم کرتا ہوں۔ سب سے پہلے تو آپؑ فرماتے ہیں کہ میرا مقصد کیا ہے؟ یعنی جماعت کو متوجہ کرتے ہیں کہ اس مقصد کو کبھی نہ بھلانا۔ وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا اور اس کی مخلوق کے رشتے میں جو کدورت واقع ہوگئی ہے اسے دُور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں:

> ”خدا نے مجھے اس لئے بھیجا ہے کہ تا میں حلم اور خلق اور نرمی سے گم گشتہ لوگوں کو خدا اور اس کی پاک ہدایتوں کی طرف کھینچوں“۔

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ: ۱۴۳)

اس ایک فقرہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقصد بھی بیان فرما دیا ہے اور طریق کار بھی واضح کر دیا ہے۔ فرمایا میرا مقصد تو یہ ہے کہ خدا اور اس کی پاک ہدایتوں کی طرف بنی نوع انسان کو کھینچوں اور میرا طریق کار یہ ہے کہ حلم کے ساتھ، خلق کے ساتھ اور نرمی کے ساتھ یہ کام سرانجام دوں لیکن آپ جانتے تھے کہ اس کے باوجود جیسا کہ ہمیشہ سے مقدر ہے خلق اور حلم اور نرمی کا جواب سختی اور ظلم اور ستم کے ساتھ دیا جائے گا اور نرمی سے اپنی طرف بلانے کی بجائے جبر کے ساتھ اپنی طرف بلایا جائے گا تو ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو جو تسلی دی وہ آج میں بھی آپ کو تسلی دلاتا ہوں۔ کیونکہ خدا کا یہ کلام غیر مبدل اور اٹل ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے لئے ہمیشہ کے لئے خدا کا یہ کلام زندہ رہے گا اور قائم رہے گا اور کوئی نہیں ہے جو اس کو بدل سکے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

> ”خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائیگا اور وہ میرے سلسلہ کو تمام زمین پر پھیلائے گا“۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

> ”اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلا آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا“۔

(تجلیات الٰہیہ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ: ۴۰۹)

مقصد کیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اور اس مقصد کو پورا کرنے کا طریق کیا ہے؟ یہ خوب کھول دیا ہے میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے الفاظ میں اور دشمن جب ڈرائے گا تو حوصلہ نہیں چھوڑنا دعائیں کرنی ہیں اور یقین میں ادنیٰ سا بھی تزلزل نہیں آنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں غالب کرنے کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ زمین کے چپے چپے پر اسلام کو غالب کرنے کے لئے ہمیں پیدا فرمایا ہے۔ یعنی روحانیت کے زور سے اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کی طاقت کے ساتھ دلوں پر غلبہ نصیب ہونا ہے ہمیں، حکومتوں پر غلبہ نہیں، انسانوں کے قلوب پر غلبہ ہونا

ہے ان کے جسموں پر نہیں۔ اس بات کو ہمیشہ جماعت کو اپنے پیش نظر رکھتے رہنا چاہئے اور ہمیشہ ان دعاؤں میں اور اس کے علاوہ بہت سی قرآنی دعائیں اور آنحضرت کی سکھائی ہوئی دعاؤں میں مشغول رہنا چاہئے۔ **یقین رکھیں کہ لازماً آپ ہی غالب آئیں گے اور لازماً آپ کو مٹانے والے خود مٹ جائیں گے لیکن آپ کو کبھی نہیں مٹا سکیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔**

خطبہ ثانیہ کے دوران فرمایا:

ایک دعا میں بیان کرنی بھول گیا تھا وہ بھی بہت اہم دعا ہے اور اس سے دل میں نرمی اور حلم پیدا ہوتا ہے اور غیظ وغضب اور نفرت کی بجائے بنی نوع انسان کی محبت زیادہ جوش مارتی ہے اور وہ بھی مسنون دعا ہے وہ یہ دعا ہے: اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ اے خدا ہم پر ظلم کرنے والے نادان ہیں۔ وہ ہم پر جہالت اور لاعلمی میں ہم پر ظلم کر رہے ہیں۔ ہماری دعا یہی ہے کہ ان کو ہدایت دے اور ان کو اپنی راہ پر ڈال دے۔ پس یہ دعا اگر عربی کے الفاظ یاد نہ ہوں تو مضمون میں نے بیان کر دیا ہے اس مضمون میں اپنے پر ظلم کرنے والوں کے حق میں ضرور یہ دعائیں کریں کیونکہ مظلوم جب اپنے ظالم کے حق میں دعا کرتا ہے تو یہ ایک خاص موقع ہوتا ہے اس میں ایک خاص قوت پیدا ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ایسی دعا کو ضرور قبول فرمالیتی ہے۔